بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور (یو کے)

15 Stanley Avenue, Wembley , UK , HA0 4JQ

امام اور ناظم 020 8903 2689 صدر 020 8524 8212

سیکریٹری 01753 692654 دارالکتب 01753 675182

email: AAII@saziz.globalnet.com Fax: 0870 131 9340

بلیٹن نومبر ۲۰۰۷ء

نومبر میٹنگ

جائے وقوع:۔ دارالسلام

تاریخ:۔ ۷نومبر ۲۰۰۷ء

وقت:۔ افطاری

مقرر:۔ ناصر احمد صاحب

باقاعدہ سرگرمیاں

درسِ قرآن / حدیث: جمعہ شام ۲:۳۰ بجے

میٹنگ منتظمہ: ہر ماہ کی پہلی اتوار شام ۲ بجے

ماہوار اجلاس: ہر ماہ کی پہلی اتوار شام ۳ بجے

فہرست مضامین

تعلیم و تربیت صفحہ ۱

حضرت مولانا صدرالدین صفحہ ۲

سالانہ تربیتی کورس ایک روحانی تقویتی کورس

کوئی بھی معاشرہ دین کو ترک کر کے خوشحالی اور کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔ دینی تحریکوں کو تقویت پہنچا کر ہی معاشرے میں امن و سلامتی قائم ہو سکتی ہے۔ دنیا میں ظاہر ہونے والی ہر تحریک کی ایک عمر ہوتی ہے۔ اور اپنی قدرتی عمر پوری کرنے کے بعد وہ ختم ہو جاتی ہیں۔ ان کی جگہ کوئی نئی تحریک لے لیتی ہے۔ دینی تحریکات پر یہ قانون لاگو نہیں ہوتا۔ کیونکہ انکی بنیاد کائنات میں موجود حقائق پر ہوتی ہے۔ ان تحریکوں میں کمزوری وقت گذرنے کے ساتھ معاشرتی اقدار میں تبدیلیوں کی وجہ سے حقائق کی غلط تعبیر اور تشریح سے پیدا ہوتی ہے۔۔ ان کمزوریوں کو دور کرنے کیلئے دینی جماعتوں میں مجددین اور ان کی تعلیمات کے مطابق علمی اور روحانی تربیتی اور تقویتی کورسز کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا کلام سب سے بالاتر ہے جب اس کلام کو رسول کریم ﷺ کی احادیث کی روشنی میں بیان کیا جائے تو یہ انسان دل و دماغ پر اثر کر کے ایسی تبدیلی لاتا ہے جس سے ایک پُرامن معاشرہ بلند اخلاقی اقدار اور جسم انسانی میں طاقتور روح نمودار ہوتی ہے۔

قرآن کریم کو پڑھنے اور اسکو سمجھنے کا حق جماعت کے ہر چھوٹے بڑے فرد کا ہے اور جماعت کا یہ فرض ہے کہ وہ بامقصد روحانی تقویتی کورس ہر جامع میں منعقد کرائے۔ جن میں قرآن کریم کو پڑھایا اور سمجھایا جائے تاکہ دین اسلام کی صحیح تعلیمات فروغ پائیں۔ یہ ایک طویل عرصہ کا اور مسلسل جدوجہد کا کام ہے۔ جماعت ایک منصوبہ اور طریقہ کے ماتحت جماعتی مقاصد اور افراد کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے کورس ترتیب دے۔ اور منعقد کرے۔ تو بہت نمایاں کامیابیاں اور نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔

بچوں اور نوعمر جوانوں پر سب سے زیادہ توجہ دی جائے۔ ایک سال میں جو کامیابیاں حاصل ہوں۔ ان کے مدنظر اگلے سال کا کورس بنایا جائے تاکہ آئندہ سال پہلے سے بڑھ کر کامیابیاں حاصل کی جا سکیں۔

اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن کریم سے بڑھ کر کسی کتاب کے الفاظ میں یہ طاقت نہیں کہ وہ ذہنوں میں تبدیلیاں پیدا کر دے۔

سالانہ روحانی تربیتی کورس میں قرآن کریم کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی اہمیت کو ذہنوں میں بٹھانا ضروری ہے۔ کیونکہ تمام انبیاء علیہم السلام نے کلام الٰہی کو ہی روحانی سماجی مادی ترقی کا سرچشمہ قرار دیا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے متواتر مطالعہ سے اور تقاریر سننے سے شرکاء کی اندورنی ذاتی ترقی ہوتی ہے۔ اور افرادی جدو جہد کا رُخ اخلاقی بلندی کے ساتھ ساتھ روحانی بلندی کی صورت میں بھی ظاہر ہوتا ہے۔

اس تربیتی کورس کے مقاصد میں چھوٹے بچوں کی تعلیم کیلئے

۵۔۱۰ سال:

عمر کے بچوں کیلئے تربیتی کورس کی بنیاد وہ جماعتی لٹریچر ہو جو بنیادی نوعیت کی تعلیم کے ساتھ ساتھ جو بچوں میں سب سے زیادہ مقبول ہو۔ جس کی بدولت ان میں علم سے محبت، دین سے محبت اور روحانی سربلندی کی خواہش پروان چڑھے۔

۱۱ سے ۱۵ سال:

عمر کے بچے مخصوص ضروریات رکھتے ہیں، ان میں بہت سی تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہوتی ہیں۔ اُن کے لئے ایسے سلیبس اور پروگرام مرتب کرنا جو انکے مزاج اور شوق سے ہم آہنگی رکھتے ہوں اور ان کی صلاحیتوں کا رخ خدمت اور تبلیغ دین کی جانب موڑ سکیں، وہ اپنی عمر سے بڑے جوانوں کے ساتھ اپنی معاشرتی فلاحی کاموں میں مصروف رہ سکیں۔ اس عمر میں حاصل کی ہوئی تخلیقی صلاحیتیں جماعت میں دور رس نتائج کی حامل ہوں گی۔ یہ کورسز انتہائی قابل اساتذہ محنت سے ترتیب دیں اور انہی کی نگرانی میں منعقد ہوں۔ کورسز کا مقصد قرآن فہمی کی صلاحیت پیدا کرنا ہو۔

۱۵۔۲۵ سال:

عمر کے جوانوں میں قرآن کریم کو موثر انداز میں بیان کرنے کی صلاحیت ہو۔ تاکہ ان میں ذاتی تبدیلیوں کے ساتھ جماعت میں بھی تبدیلی پیدا ہو جائے۔ جوں جوں پروگرام ترقی کرتا جائے گا مرکز کے ساتھ ساتھ ملک کی مقامی جماعتوں میں بھی تربیتی اجلاس منعقد کئے جائیں۔ تو بچوں نوجوانوں اور بزرگوں میں علم قرآن و حدیث جو روحانی ترقی کی بنیاد ہے بڑھتا چلا جائے گا اور روحانی تقویت جڑ پکڑتی جائے گی اس جماعت کے شاندار مستقبل کی بنیاد اس پر قائم ہوگی۔

دینی تعلیم اور روحانی تقویت کے پروگراموں کو اسطرح منعقد کرنا ہوگا کہ وہ نوجوانوں اور جوانوں میں اظہار خیال کی قوت پیدا کرے اور وہ اپنے تجربات فصاحت و بلاغت سے بیان کرسکیں۔ جیسے جیسے پروگرام منعقد ہوں ان سے پیدا ہونے والے نتائج کو اکٹھا کر کے آئندہ پروگراموں کو بہتر سے بہتر بنایا جائے۔

مروجہ علوم کی تحصیل:

اس تربیتی یا روحانی تقویتی پروگرام کا مقصد دوسرے تعلیم و تربیت کے پروگراموں کو ترک کرنا نہیں۔ نہ ہی یہ پروگرام ان کا متبادل ہو سکتا ہے۔ اس پروگرام کا واحد مقصد اپنی آئندہ نسل کو علم، تجربہ اور روحانی ترقی کے وسائل منتقل کرنا ہے۔ تاکہ وہ قرآن وحدیث، مسیح موعودؑ کی تعلیمات کے ساتھ ساتھ دنیاوی علوم بھی حاصل کرنا ضروری ہے۔

مطالعاتی دورے:

ان پروگراموں کے علاوہ مطالعاتی دورے افراد جماعت کی خدمت غیرنصابی سرگرمیاں، ترقیاتی پروگرام سارا سال جاری رہنے چاہئیں۔ کسی جگہ پر سال میں کئی ہفتے اور کسی جگہ پر کئی دن یہ پروگرام جاری رہیں۔ تو یہ متفرق جماعتی کوششیں ایک ایسی مہم پیدا کردے گی جو مقامی ملکی اور عالمی سطح پر مختلف شرح سے جماعت کو آگے بڑھائے گی۔

پروگرام کے لئے مضامین لکھنا پڑھنا۔ تقریر کرنا اظہار خیال کی قوت کو بڑھانا یہ تقاضا کرتا ہے کہ پروگرام اور مضامین دونوں بامعنی ہوں۔ صرف کتاب پڑھ کر سنانا کوئی نتیجہ پیدا نہیں کرسکتا۔ طالبعلم بالغ ہوں یا نوجوان۔ بچہ ہو یا بوڑھا، اسوقت زیادہ دلچسپی لے سکتا ہے جب موضوعات انکی زندگی سے معاشرہ سے انکے مسائل سے اور انکی ضروریات سے تعلق رکھتے ہوں، اس سے ان میں شوق پیدا ہوگا۔ نوعمر جوانوں اور نوجوانوں میں احمدیت کی روح بیدار ہوگی۔ انکی شعوری سطح کو بلند کرے گی۔

مندرجہ بالا بنیادی اصولوں پر جب عمل کیا جائے تو نوعمر نوجوانوں کی روحانی ترقی ہو گی۔ بزرگوں کا علم تازہ ہو گا۔ ان پروگراموں پر عمل کرنے سے حالات میں مثبت تبدیلیاں اور اعلیٰ معاشرتی وثقافتی خاصیتیں پیدا ہوتی ہیں، جو وقت کے ساتھ ساتھ بتدریج اور منظم طور پر بڑھتی چلی جائیں، تو جماعت کی ترقی تیز سے تیز تر ہونے کی قوی امید ہے۔

حضرت مولینا صدرالدینؒ

جسارت نذر رب
(برموقعہ تربیتی کورس ۲۰۰۴ء)

حضرت مولینا صدرالدینؒ کی سوانح حیات، خدمات جلیلہ دینیہ سے مرقع ہے اس کی ایک جھلک پیش ہے۔ جماعت کے بزرگوں نے اُنہیں قریب سے دیکھا ہے اُن کے لیکچر سنے۔ اُن کے درس قرآن کے حقائق و معارفِ فرقانیہ سے اپنے ایمان وایقان کو بڑھایا ہے مگر ہماری نوجوان نسل اس خادمِ دین کے حالات سے بے خبر ہے۔ حضرت مجدّد الزّماں کے اس عظیم شاگرد کے کارناموں اور عالمانہ زندگی کے کچھ واقعات کو بیان کرنا ضروری ہے، اسلئے بھی، کہ وہ اپنے اسلاف سے آگاہ ہوں، اور حضرت بانیء سلسلہ احمدیہ کے منجانب اللہ ہونے اور اُن کے کمالات کا اندازہ ان پھلوں سے کرسکیں جو اُن کے شاگردوں کی صورت میں گلشنِ اسلام میں پھلے اور پھولے کیونکہ درخت اپنے پھلوں کے حوالے سے پہچانے جاتے ہیں۔

حضرت مولینا صدرالدینؒ ۱۸۸۱ء میں سیالکوٹ شہر کے ایک معزز ککّے زئی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ سیالکوٹ وہ بابرکت شہر ہے جہاں پر ہمارے آقا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے بھرپور جوانی میں اپنی زندگی کے ۴ سال گذارے (۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۸ء تک) اور نہایت نیک شہرت حاصل کی۔ اُن کی پرہیزگاری نے سیالکوٹ کی بے شمار سعید روحوں کو اپنی طرف کھینچا، اور اُن سعید روحوں کی بدولت مزید سعید روحیں پیدا ہوتی گئیں۔ حضرت مولینا صدرالدینؒ کو امام وقت کے حضور مولینا عبدالکریم مرحوم سیالکوٹی نے پیش کیا اور آپ کے وجود کو اپنی خاص کمائی بتایا۔

حضرت مولینا مرحوم کی خودنوشت ''چند ناقابل فراموش یادیں'' سے کچھ اقتباسات پیش کرتی ہوں۔ لکھتے ہیں:

''میں نے جس ماحول میں ہوش سنبھالا وہ دینی تھا۔ گھر میں قرآن شریف کی تعلیم کا التزام تھا۔ چنانچہ میں بڑا ہوا تو مجھے بھی قرآن کی تعلیم دی جانے لگی۔ میں مڈل تک بلاترجمہ قرآن کریم ذوق وشوق سے پڑھتا رہا۔ جن دنوں تھرڈ مڈل میں تھا' حضرت مولینا عبدالکریم سیالکوٹی کے درس قرآن کا شہر بھر میں شہرہ تھا۔ آپ مسجد حسام الدین میں درس دیتے تھے۔ میں ۳/۴ سال تک حضرت مولینا کے درس میں باقاعدہ شریک ہوتا رہا۔ آپ درس کے دوران حضرت مرزا صاحب کے متعلق بھی فرماتے تھے۔ آپ کا طرز بیان مسحورکن تھا، چنانچہ مجھے حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا اُنہی ایاّم میں کامل یقین ہوگیا تھا۔ اس تمام عرصہ میں والدین نے اشارے کنائے میں بھی درس میں شرکت سے نہ روکا اور نہ ہی حضرت صاحب کی صداقت کا اقرار کرنے سے منع کیا۔ محلّہ میں ہماری خاندانی حیثیت ایسی نہ تھی کہ کوئی شخص مجھ پر کوئی اعتراض کر سکتا۔ مولینا موصوف اکثر حضرت صاحب اور حضرت مولینا نورالدینؒ کا ذکر کرتے رہتے اور اس طرح ان ہردو کی عظمت کا نقش میرے دل میں قائم ہوگیا۔

بی۔اے کرنے کے بعد میں ٹریننگ کالج میں ایس اے وی کلاس میں داخل ہوگیا۔ پھر بی ٹی کیا۔ تکمیل کے بعد کچھ عرصہ ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز رہا اور کچھ عرصہ ٹریننگ کالج میں انگلش کا پروفیسر رہا۔ حضرت صاحب کے وصال کے بعد حضرت مولینا نورالدینؒ نے وفد بھیجا کہ میں ملازمت چھوڑ کر قادیان خدمتِ عالی میں حاضر ہو جاؤں۔ وفد میں حضرت مولینا محمد علیؒ، حضرت خواجہ کمال الدینؒ، حضرت ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحبؒ، حضرت ڈاکٹر یعقوب بیگؒ اور حضرت شیخ رحمت اللہؒ شامل تھے۔ میں اُن کے کہنے پر قادیان چلے جانے کیلئے راضی ہوگیا۔ پھر وفد نے گورنمنٹ سے درخواست کی کہ مجھے قادیان چلے جانے کی اجازت دے، چنانچہ میں قادیان چلا آیا اور تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کی ہیڈ ماسٹری کا فریضہ مجھے سونپا گیا۔ ان ہی ایاّم میں مولینا محمد علیؒ تفسیر قرآن کریم میں مصروف تھے، چنانچہ انجمن کی اجازت سے وہ سیکرٹری کے عہدے سے علیحدہ ہو گئے۔ اور یہ ذمہ داری بھی میرے کندھے پر ڈال دی گئی۔ قادیان میں میرا قیام ۵ سال تک رہا۔

مولینا صدرالدینؒ کے والد ایک بڑے تاجر تھے۔ وہ کلکتہ میں تجارت کیا کرتے تھے۔ اہل خانہ دیندار تھے۔ اس لئے مولینا شروع سے باجماعت نماز کے پابند تھے۔ ایک دن آپ کی والدہ نے آپ کو بلا کر پوچھا کہ اگر کسی گھر میں آگ لگ جائے اور تم نماز کیلئے جا رہے ہو تو خدا کی عبادت کو ترجیح دو گے یا آگ بجھانے میں لگ جاؤ گے تو آپ نے برجستہ جواب دیا کہ میں پہلے آگ بجھاؤں گا اور پھر نماز پڑھوں گا۔ آپ کی والدہ نے آپ کو شاباش دی اور

کہا کہ اب تُو نماز کی حقیقت سمجھ گیا ہے۔ جا اور نماز ادا کر۔

۱۹۱۴ء میں مولینا نورالدینؒ کی وفات پر جب جماعت میں اختلاف رونما ہوا تو مولینا صدرالدینؒ اپنے دیگر رفقاء کے ہمراہ لاہور آ گئے۔ وہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے بانی ممبران میں سے تھے۔ سلسلہ احمدیہ میں یہ افسوس ناک اختلاف کئی لحاظ سے فائدہ مند بھی رہا۔ اوّل حضرت بانی سلسلہ کے دعویٰ اور مقام کے بارے میں جو غلو کیا جا رہا تھا اُس کا تدارک ہو گیا۔ دوئم حضرت صاحب کی صحیح تعلیم اور عقائد پھیلانے کا موقعہ میسر آیا۔ سوئم قرآن کریم کے تراجم اور بیش بہا اور بے مثال دینی لٹریچر منصہء شہود پر آیا جو آج تک بے نظیر ہے۔ چہارم خواجہ کمال الدینؒ جنہیں الہاماً ''حسنِ بیان'' کہا گیا تھا اور مولینا صدرالدینؒ کو مغربی ممالک میں تبلیغِ دین کے مراکز قائم کرنے کے مواقع ملے۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں آپ کی ہیڈ ماسٹری کا دور اُس سکول کی تاریخ کا ایک زرّیں باب تھا۔ حضرت امیر ڈاکٹر سعید احمد خانؒ، جو کہ حضرت مولینا صدرالدینؒ کے شاگردوں میں سے تھے، فرماتے ہیں: ''آپ سکول کے تمام عملہ اور طلباء کی صرف دُنیوی تربیت کا اہتمام ہی نہیں کرتے تھے بلکہ اُن کی اخلاقی اور دینی تربیت کا بھی خاص خیال فرماتے تھے۔ سکول سے ملحقہ مسجد نور میں پانچوں نمازیں باقاعدگی سے ادا کی جاتی تھیں۔ اور عصر کے وقت حضرت مولینا نورالدینؒ کے درس قرآن میں شامل ہونے کیلئے طلباء قطار باندھ کر آتے تھے۔ مولینا مرحوم کی شخصیت اور اس طرح تربیت کا ہی اثر تھا کہ اُس سکول کی شہرت دُور دُور تک پھیل گئی، اور علامہ اقبال جیسے انسان نے بھی اپنے بیٹے آفتاب احمد کو کسی پبلک سکول میں بھیجنے کی بجائے قادیان کے سکول میں بھیجنا پسند کیا۔ آفتاب احمد میرے ہم جماعت تھے۔ اس تربیت کا ایک ناقابلِ فراموش نظارہ کھیل کے میدان میں بھی دیکھنے کو آیا۔ ایک بار کھیلوں کا مقابلہ امرتسر میں منعقد ہوا۔ اسے سرکل کی کھیلوں کا مقابلہ کہتے تھے۔ بہت سے سکول شریک تھے۔ ہاکی کا آخری مقابلہ قادیان سکول اور خالصہ سکول امرتسر کے درمیان ہوا۔ ہماری ہاکی کی ٹیم جیت گئی۔ جب آخری وِسل بجی تو ہمارے کھلاڑی جہاں کہیں بھی میدان میں تھے، سب کے سب سجدہء شکر میں گر گئے۔ تماشائیوں پر اس منظر کا گہرا اثر ہوا۔''

۱۹۱۷ء میں انجمن نے مسلم ہائی سکول قائم کیا تو مولینا صدرالدینؒ کو اُس کا پرنسپل بنایا گیا۔ کیونکہ آپ نے قادیان میں جو کام کیا تھا، اُس کے پیشِ نظر آپ سے زیادہ موزوں آدمی نہیں مل سکتا تھا۔ آپ کی زیرنگرانی سکول اس قدر نیک نام ہوا کہ معزز ترین گھرانوں کے لڑکے چیفس کالج کو چھوڑ کر یہاں آ کر داخل ہوئے۔ اس سکول کے نظم و ضبط اور اعلیٰ تعلیمی معیار کو دیکھتے ہوئے ڈائریکٹر سکولز مسٹر کراس نے جو اس سکول کے اچانک معائنہ کے لئے آئے تھے، یہ ریمارکس دیئے:

"I came here to surprise the School, but find myself surprised"

یعنی ''میں تو سکول کے اچانک معائنہ کیلئے آیا تھا، لیکن اسے دیکھ کر میں خود حیران رہ گیا ہوں۔''

۱۹۱۹ء میں حضرت مولینا صدرالدینؒ ووکنگ مشن میں کام کیلئے دوبارہ تشریف لے گئے۔ ۱۹۲۲ء میں انجمن نے برلن (جرمنی) میں تبلیغ اسلام کے لئے مشن قائم کرنے کا فیصلہ کیا تو مولینا کو وہاں بھیج دیا گیا۔ آپ ۳/۴ سال تک وہاں تبلیغ اسلام کا کام سرانجام دیتے رہے۔ وہاں آپ نے جرمن زبان میں ایک رسالہ ''مُسلمین ریویو'' جاری کیا جس کے اعلیٰ پایہ کے مضامین کی وجہ سے اعلیٰ طبقہ کے عالم فاضل جرمن اسلام لے آئے۔ جرمنی میں قیام کے دوران آپ نے برلن میں ایک شاندار مسجد تعمیر کروائی جو فنِ تعمیر کا ایک نادر نمونہ اور برلن کا زیور ہے۔ یہ مسجد آپ کی نفاستِ طبع کا ایک اعلیٰ نمونہ اور یادگار ہے۔ ۱۹۲۸ء میں انجمن نے جب قرآن کریم کا ترجمہ جرمن زبان میں کرانے کا فیصلہ کیا تو اِس عظیم خدمت کا بھی آپ ہی نے اہتمام کیا۔ یہ ترجمہ ۱۹۳۸ء میں چھپ کر تیار ہوا۔

اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے آپ کی جرأت و بے باکی اور حق گوئی و دیانت کے کئی واقعات ہیں۔ جرمن ترجمۃ القرآن ۱۹۳۸ء میں شائع ہوا۔ ایک سال کے اندر اندر دوسری جنگِ عظیم کے شعلے اُٹھنے شروع ہو گئے۔ جن کے آغاز سے کچھ عرصہ پہلے آپ نے ترجمہ و تفسیر کی کاپی خوبصورت جلد بندی کروا کر جرمنی کے حکمران ہٹلر کو بھیجی اور اُس کے ساتھ ایک خط بھی بھیجا جس میں لکھا تھا، آپ عصرِ حاضر کے ایک بہت بڑے انسان ہیں۔ میں آپ کو خیرالانامؐ کا دیا ہوا پیغام مطالعہ کیلئے بھیجتا ہوں۔ جو عظیم ترین راہنما تھے۔ اس کتاب میں بنی نوع انسان کی فلاح، حریّت اور مساوات کے لئے جو پیغام ہے وہ رہنمایانِ عالم کیلئے مشعلِ راہ ہے۔ ہٹلر اُن دنوں یورپ کے لئے ایک ہوّا تھا، جابر اور مطلق العنان آمر تھا۔ اُسکے سامنے کلمہء حق کہنا یقیناً زبردست قوتِ ایمانی کا اظہار ہے۔

(جاری ہے)